عشر و خراج کی جدید قانون سازی فقھی تحقیق کی روشنی میں

برائے نفاذ شریعت کونسل صوبہ سرحد

۱۲ مال روڈ پشاور کینٹ

مفتی محمد عبدالمجید دین پوری

رئیس دارالافتاء جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

نمبر شمار: ذیلی عنوانات

۱: عشری زمینیں

۲: وہ پیداوار جس پر عشر واجب ہے

۳: عشر کی تشخیص وصولی

۴: جواز و مقدار اجرت عاملین

۵: ذکر خدشات

مکرمی جناب حضرت مفتی مولانا عبدالمجید دین پوری صاحب

السلام علیکم

اُمید ہے۔اپ بفضل تعالیٰ خیریت سے ہونگے۔اور علمی اُمور میں مصروف بھی ہونگے۔

گذارش ہے۔کہ حکومت صوبہ سرحد کی خواہش ہے۔کہ عشروز کوۃ کے نظام کو شریعت کے مزاج کے مطابق قائم کرنے کے سلسلے میں سنجیدہ کوششیں کی جائیں اس کے لئے صوبائی حکومت کی کابینہ نے نفاذ شریعت کونسل کو ذمہ داری سونپی کہ وہ اس کا عمیق جائزہ لے کر سفارشات مرتب کریں۔نفاذ شریعت کونسل نے یہ ذیلی کمیٹی کے حوالہ کیا۔آپ سے گذارش ہے کہ درج ذیل سوالات کا جائزہ لیکر جوابات سے مستفید فرمائیں۔ہماری خواہش ہوگی کہ اپ کے تحقیقی جوابات ہمیں 31 دسمبر 2004ء تک پہنچ جائیں کونسل میں فیکس کا نظام موجود ہے۔اگر فیکس کیے جائیں تو مزید تاخیر سے بچا جاسکتا ہے۔

ہمیں اُمید واثق ہے۔کہ آپ کے تحقیقی جوابات سے محروم نہیں ہونگے۔

۱۔ عشر کیا ہے۔؟ تعریف؛عشر کسے کہتے ہیں۔اور کن کن چیزوں پر ہے۔؟

۲۔ عشر کی تشخیص کون کرے گا؟؛اور اس کا طریقہ کار کیا ہوگا؟۔

۳۔ عشر کی وصولی کس طرح کی جائے گی؟

۴۔ عشر کی تقسیم کے مدات کون کون سے ہیں؟۔

۵۔ عشر کی رقم سے عاملین کی تنخواہ دی جاسکتی ہے؟۔عاملین کی تنخواہ کی کٹوتی عشر سے ہوسکتی ہے۔یانہیں؟۔اگر ہوسکتی ہے۔تو کس قدر؟

۶۔ عشر کے نظام کو نافذ کرنے میں جو مشکلات ہیں وہ اپ کی نظر میں کیا ہیں؟۔

شکریہ

الدّاعی

مفتی کفایت اللہ رکن شریعت کونسل

چیرمین ذیلی کمیٹی برائے عشر

الجواب بعون الوھاب

لغت میں عشر کا معنی ہے۔دسواں حصہ۔المغرب للمطریزی میں ہے:۔**العشر با لضم احد اجزاء العشرة (ص ٦٣)**

اورشرعاًاس حصہ مقررہ کا نام ہے۔جو مسلمانوں کی زمینی پیداوار پر واجب ہوتا ہے۔**ھوا سم للما خوذ من المسلم فی زکوٰۃ الارض العشریة.**

عشر ایک دینی فریضہ ہے۔جس کی فرضیت قرآن وحدیث،اجماع وقیاس سے ثابت ہے۔وجوب عشر کے لئے تین شرائط ہیں۔

ا۔زمین عشری ہو۔۲۔زمین سے پیداوار حاصل ہو۔۳۔پیداوار ایسی ہو جسے اگانے کا رواج ہو اور جس سے زمین کی آمدنی لینا مقصود ہو۔تفصیل کے لئے دیکھئے (بدائع الصنائع ص۱۸۵/۲)

عشر کے باب میں جزئیات سے قطع نظر تین اصولی مسائل کا جاننا ضروری ہے۔

ا۔عشری زمینیں۔۲۔عشری پانی۔۳۔عشری پیداوار۔

ا۔عشری زمینیں:

عرب کی زمین، مجاہدین کے حصے میں آئی ہوئی زمین، جو قوم مسلمان ہو جائے ان کی زراعتی زمین، افتادہ زمین جو کسی مسلمان نے آباد کی ہو۔مسلمان کا مکان جو باغ یا کھیت بن گیا ہو۔وہ افتادہ زمین جو عشری زمین کے قریب ہو کتاب الاموال میں ہے:**احـد ھـا کـل ارض اسـلـم عـلیها اهلها .والنوع الثانی. کل ارض اخذت عنوة ثم ان الا مام لم یر ان یجعلها فیأً مو قو فاً ولکنه رای ان یجعله غنیمه ....والنوع الثالث کل ارض عادیة لا رب لها ولا عامر اقطعها الا مام رجلا اقطا عاً والنـوع الـرابـع کـل ارض میتة اسـتـخـر جهـا رجل من المسلمین فاحیا ها با لماء والبنات.(انواع الا رضین**

العشریہ ص ۵۱۳/۳)

وفی البدائع منها ارض العرب کلها ،منها دا رالمسلمه اذا تخذ ها بستانا.(بدائع .ص ۱۷۶/۲، ۱۷۷)

عشری پانی:

بارش کا پانی ،خود مسلم نے کنواں کھودا یا چشمہ جاری کیا،اسی طرح دجلہ فرات اور وہ سارے بڑے بڑے دریا جن کا کوئی مالک نہیں ہوتا۔ابن ہمامؒ امام محمدؒ کا قول ذکر کرتے ہیں: ان محمداً قال فیمن احیا ارض میتة ببئر حفرها او عین استخرجها او ماء دجلة و الفرات او باقی الا نهار العظام التی لا یملکها احد او با لمطر فهی عشر یة.فتح القدیر ص ۲۸۰/۵)

۲۔وہ پیداوار جس پر عشر واجب ہے:

ہر وہ پیداوار جسے آمدنی کی غرض سے زمین سے پیدا کیا جاتا ہے۔اس پر عشر واجب ہے۔(جیسا کہ گذر چکا) چاہے پھل و پھول ہو یا گھاس و درخت اس لئے۔

۱۔ پھولوں،پھلوں،میوہ جات،غذائی اجناس پر عشر واجب ہے۔

۲۔ ہر قسم کی سبزیوں اور ترکاریوں پر عشر واجب ہے۔جن سے مقصود آمدنی ہو۔

۳۔ جو درخت جلانے اور فرنیچر بنانے کے کام آتے ہیں۔اگر عشری زمین میں اگائے جائیں اور مقصود آمدنی ہو تو عشر واجب ہے۔

۴۔ اراضی اوقاف پر عشر واجب ہے۔

۵۔ پہاڑوں میں پائے جانے والے اخروٹ اور چلغوزوں پر بھی عشر واجب ہے۔

۳۔عشر کی تشخیصِ وصولی:

عشر کی وصولی و تقسیم کے لئے مرکزی،صوبائی،ضلع تحصیل اور مقامی کمیٹیاں بنائی جاسکتی ہیں۔جو ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہوں۔مرکزی زکوٰۃ کونسل کو پالیسی ساز ادارے کی حیثیت حاصل ہو جبکہ مقامی کمیٹی مرکز کی ہدایت کو عملی جامہ پہنائے عشر کی وصولی کا مکمل مدار مقامی عشر کمیٹی پر ہے۔عشر کی تشخیص و تعین مستحق کی نشاندہی بھی ان پر منحصر ہے۔اس لئے اس کمیٹی میں مقامی افراد لئے جائیں۔

۱۔ارکان کی تعداد حسب ضرورت ہو،اس اہم مذہبی فریضے کی اہمیت اجاگر کر کے مقامی لوگوں کے ذریعے عملے کا چناؤ کیا جائے۔ صوبائی کونسل اس عمل کی نگرانی کرسکتی ہے۔پورے علاقے میں ایک دو افراد ضرور ایسے مل جائیں گے۔جو مطلوبہ معیار پر پورے اتریں گے۔ان کے ذریعے دیگر کمیٹیوں کی تربیت کی جاسکتی ہے۔

وصولی عشر میں چوری،کرپشن ادائیگی سے فرار کے مواقع بہت ہیں۔اس لئے مؤثر نظام احتساب بھی قائم کیا جائے۔

وصولی عشر کے لئے صاحبین کے مذہب پانچ وسق کو نصاب مقرر کیا جاسکتا ہے۔امام ابو یوسفؒ کا عہدۂ قضاء سے تعلق بھی رہا ہے۔اور اس

قول میں جانبین کی رعایت اور سہولت بھی ہے۔
جو اشیاء نہ کیلی ہیں۔ اور نہ وزنی جیسے گنا وغیرہ ان میں کسی دوسری اوسط جنس کو بھی معیار بنایا جاسکتا ہے۔
وصولی عشر کے لئے قیمت بھی مقرر کی جاسکتی ہے۔ لیکن ہر فصل کے لئے مالیت جدا ہو۔ عشر کی تعیین کے لئے ایک ہی معیار رکھا جائے۔ یعنی پیداوار کو بنیاد بنایا جائے۔ پٹواری اور پتے دار کے ریکارڈ پر بھروسہ نہ کیا جائے۔ اس لئے کہ عشر پیداوار پر واجب ہے۔ نیز فصل تباہ ہو جائے تو عشر ساقط ہے۔ جبکہ ریکارڈ کی بنیاد پر کاشتکار ادائیگی کا پابند ہے۔ اگر چہ پیداوار کم ہوئی ہو۔
نمونے کی کاشت کی بنیاد پر بھی تمام کاشتکاروں پر ایک ہی شرح سے فی ایکڑ عشر کا نفاذ ناانصافی ہوگی۔ بنیاد پیداوار کو بنایا جائے جو عین شریعت کا حکم بھی ہے۔ اور ظلم، زیادتی، چوری سے کافی حد تک محفوظ بھی۔ گاؤں کے افراد ایک دوسرے کی فصل سے واقف ہوتے ہیں۔ اس لئے گاؤں کی کسی مسجد میں ایک اجلاس مقرر کیا جاسکتا ہے۔ جس میں ہر کاشتکار اپنی فصل کی مقدار بتائے اس طرح غلط بیانی پر قابو پایا جاسکتا ہے۔
بہر حال فطری طور پر ترقی کی ایک رفتار ہوتی ہے۔ قانون وجود میں آتے ہی یک دم اپنے تمام اہداف حاصل نہیں کر سکتا چونکہ تمام شرعی نزاکتوں کو سامنے رکھ کر نظام نافذ کیا جائیگا۔ اس لئے کچھ مشکلات پیش آئیں گے۔ نت نئے تجربات ہوں گے۔ جن کے مدد سے نظام مزید مستحکم کرنے میں مدد ملے گی۔

مصارفِ عشر:

عشر کے وہی آٹھ مصارف ہیں۔ جو زکوۃ کے ہیں۔ جنہیں بڑی وضاحت اور حصر کے ساتھ آیت کریمہ "**انما الصدقات للفقراء**" میں بیان کیا گیا ہے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے۔ کہ "صدقات کی تقسیم اللہ نے کسی نبی یا غیر نبی کے حوالے نہیں کی بلکہ خود ہی اس کے آٹھ مصارف متعین فرمائے۔ (ابوداؤد ص ۱۱۷/۲)
جس طرح یہ آٹھ مصارف از جانب شرع مقرر ہیں۔ اس طرح ان کے معانی بھی معلوم و متعین اور ان میں زکوۃ خرچ کرنے کا طریقہ بھی منقول و متوارث ہے۔ جن میں تغیر و تبدل، ترمیم و تنسیخ کا فقہاء قدیم کو اختیار تھا۔ نہ عہد حاضر کے مفکرین جدید کو عہد حاضر میں مد "فی سبیل اللہ" میں حد سے زیادہ توسیع و تعمیم اختیار کی جارہی ہے۔ اور تملیک کو غیر ضروری قرار دیا جارہا ہے۔ اور جذباتی دلائل کا سہارا لے کر رائے عامہ کو بھڑ کایا جاتا ہے۔ حالانکہ تملیک زکوۃ کا رکن اور اس کی حقیقت ہے۔ صاحب بدائع لکھتے ہیں:۔

الایتاء هو التمليك ص ۱۴۲/۲ والتصدق تمليك ص ۱۴۲/۲)

ابن ہمام کا بیان ہے: **حقيقة الصدقة تمليك المال من فقير**

صاحب ہدایہ قمطراز ہے: **ولا يبنى بها مسجد ولا يكفن بها ميت لا نعدام التمليك ص.**

اس لئے فقیر کو مالکانہ قبضہ دیے بغیر اس کے مفاد و بہبود میں زکوٰۃ خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

۴۔ جواز و مقدار اجرت عاملین:

زکوٰۃ وعشر کی تحصیل وتقسیم انتظام واہتمام اور نظم ونسق پر مامور کارکنوں کی تنخواہ ہیں زکوٰۃ وعشر سے مقرر کرنا جائز ہے۔ بلاشبہ اس طرح کرنا صحیح ہے۔ خود متن قرآن (والعاملین علیہا) اس پر شاہد ہے۔ سنت وتعامل اور ذخیرۂ فقہ سے اس طرح کرنا ثابت ہے۔ بلکہ آیت شریفہ اس بارے میں اصل الاصول اور بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ کہ مصالح مسلمین پر مامور اشخاص کو بیت المال سے روزینے دیئے جائیں گے۔

امام سیوطیؒ نے ابن فرس کے حوالہ سے لکھا ہے:

قال ابن الفرس یو خذ من قوله تعالیٰ والعاملین علیها جوازا خذا لا جرة لکل من اشتغل بشئی من اعمال المسلمین. (احکام القرآن ابن عربی ص ۹۴۹/۲) (قرطبی ص ۱۷۸/۲)

امام ابو یوسفؒ خلیفہ ہارون الرشید کو لکھتے ہیں:

وتجری لهم من بیت المال وکل عمل تصیره فی عمل المسلمین فاجر علیه من بیت مالهم ولا تجر علی الولاة والقضاة من مال الصدقة شیاءً الا والی الصدق فانه یجری علیه منها کما قال الله تبارک وتعالیٰ والعاملین علیها.

امام ابوعبیدؒ کا اسلامی مالیاتی نظام پر لکھی گئی اپنی بے نظیر کتاب میں لکھتے ہیں۔

فانما لهم من المال بقدر سعیهم وعمالتهم

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں:۔

ولما کان اولئک المشغولین با مرمن مصالح المسلمین وجب ان تکون کفایتهم فی بیت المال

مقدار اجرت:۔ عاملین کی تنخواہیں کتنی ہوں گے آئمہ فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔

ا۔ مقدار قوت.

لیس للعاملین علی زکوٰة .... الا مقدار القوت (نصیحه الملوک الماوردی ص ۲۴۱)

نصف زکوٰة. لا یجوز ان تتجاوز اجرتهم نصف الزکوٰة فان التصنیف عین الانصاف. (تفسیر آلوسی ص ۱۲۱/۲)

ایک تیسرا قول یہ ہے کہ عاملین کو اموال زکوٰۃ کا ثمن ملے گا۔ یہ قول امام طبریؒ نے مجاہد اور ضحاک کی طرف منسوب کیا ہے۔ (تفسیر قرطبی ص ۱۲۱/۱۰)

اجرت مثل.

العاملون علی الصدقة لهم منها اجر مثل عملهم فقیرا کان اوغنیاً (شرح السنة للبغوی ص ۹۰/۲)

احناف کے نزدیک راجح یہی ہے۔ کہ عاملین کے لئے محنت اور کام کے پیش نظر منصفانہ اور مناسب تنخواہیں مقرر کی جائیں۔ مختصر الطحاری میں ہے۔

وینبغی للا مام ان یجعل للعا ملین علی الصدقة ما یکفیهم ویکفی امو الهم. (مختصر الطحاری ص ۵۲)

کتاب الاموال میں ہے۔

عن مالک لیس للعا مل علی الصد قة فریضة مسماة انما ذلک الی نظر الا مام ما جتها د(با ب سهم العا ملین علیٰ الصدقة ص ۶۰۲ المکتبه الاثریة) قال ابوعبید و کذلک قول سفیان الثوری و اهل العراق وهذا عندنا هو المعو ل به لا قول من یذهب الی توقیت الثمن .... فا نما لهم بقدر سعیهم وعمالتهم (حوا له بالا)

بدائع الصنائع میں ہے:

قال اصحا بنا انما یعطیهم الا مام کفا یتهم منها .(ص ۱۵۱ طبع بیروت)

امام پر بھی لازم ہے۔ کہ ایسے اشخاص کا تقرر کرے جو اوسط تنخواہوں پر راضی ہوں۔ **وعلی الا مام ان یبعث من یرضیٰ با لوسط .بحر ص۔۲۔۱/۳۴۱ شامی (ایچ .ایم سعید کمپنی)**

ان مستند حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ وعشر کی وصولی وصرف پر آنے والے اخراجات اور عملے کی تنخواہیں زکوٰۃ وعشر فنڈ سے ادا کیجائیں گی لیکن یہ عشری وصولی کا مکمل مدار مقامی کمیٹی پر ہے۔ عشری حاصل ومال چونکہ خالص فقراء ومساکین کا حق ہے، اس لئے دفاتر کی تزئین وآرائش اور تمدن جدید کے مسرفانہ اخراجات سے اسے بچانا چاہئے جیسا کہ اوقاف کے سرکاری تحویل میں جانے کے بعد اس کا تلخ تجربہ ہوا ہے۔

سرکاری طور پر وصولی زکوٰۃ فرض واجب نہیں بلکہ مصلحت عامہ کی خاطر ہے۔ اگر وصولی زکوٰۃ کی صورت میں حکومت کا نقصان ہوتا ہو اور فقراء ومساکین کے لئے بھی فائدہ نہ ہو تو ادائیگی زکوٰۃ کا اختیار خود ارباب اموال کو دینا چاہئے۔

۵۔ ذکرِ خدشات:

ا۔ نماز وزکوٰۃ دونوں اجتماعی اعمال ہیں قرآن وسنت میں یہ دونوں عام طور پر ایک ساتھ ذکر کیے جاتے ہیں۔ دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنا مشکل ہے۔

واللّٰه لا قا تلن من فرق بین الصلوة والزکوٰة

عملی طور پر اقامت صلوۃ، ایتاء زکوٰۃ پر مقدم ہے۔ اسلامی نظام کی بسم اللہ اقامتِ صلوۃ سے ہوتی ہے۔ اور قانون زکوٰۃ اسی معاشرے میں پنپ سکتا ہے۔ جس میں اقامت صلوۃ موجود ہو اس لئے نظام زکوٰۃ سے قبل قانون اقامت صلوٰۃ کا نفاذ مقدم ہے۔

۲۔ نظام زکوٰۃ کے برکات وثمرات اسی وقت پوری طرح مشاہدے میں آسکتے ہیں۔ جب نظام بھی اسلامی ہو یہودی نظام اپنے مزاج اور روح کے اعتبار سے اسلامی نظام کے متصادم ہے۔ جب تک ظالمانہ سرمایہ داری نظام ہم پر مسلط ہے۔ نظام زکوٰۃ بڑی حد تک لفظی رہے گا۔ محض پتوں اور شاخوں کی اصلاح وقتی وعارضی فائدے ہے۔ اگر شجرہ خبیثہ کی جڑ پر ضرب لگائی جائے تو اپنے آپ ہی آپ مرجھا جائے گے۔

۳۔ کسی بھی نظام کی کامیابی کا دارومدار اس پر ہے کہ جن افراد کے ہاتھ میں وہ قانون دیا گیا ہے وہ کس حد تک اس کے روح ومزاج سے مناسبت رکھتے ہیں اور ان میں کس حد تک لیاقت ودیانت اور انتظامی صلاحیت ہے۔ موجودہ بیوروکریسی کی اکثریت دیانت وامانت کے معیار پر پوری نہیں اترتی۔ اگر خدانخواستہ یہ نظام اپنے مطلوبہ نتائج حاصل نہ کرسکا تو عوام اور اسلام دشمن عناصر اسے اسلامی نظام کی ناکامی کہیں گے۔

۴۔ نظام زکوٰۃ میں حکومت کی آمدنی کا بڑا ذریعہ نقود اور اموال باطنہ سے زکوٰۃ کی کٹوتی ہوسکتی ہے حالانکہ شرعاً اموال باطنہ حکومت کی دسترس سے باہر ہیں ہاں اگر تقسیم زکوٰۃ کے اثرات ومضمرات حوصلہ افزاء، قابل ستائش ہو تو لوگ رضا کارانہ طور پر اموال باطنہ کی زکوٰۃ جمع کرسکتے ہیں۔

۵۔ انکم ٹیکس کا بقاء نظام زکوٰۃ کو شدید متاثر کریگا ٹیکس مسلم وغیر مسلم سے بلا امتیاز وصول کیا جاتا ہے نظام زکوٰۃ کے نفاذ کے بعد غیر مسلم مذہب کی بناء پر جبکہ شیعہ اور دیگر فرقے فقہ کے اختلاف اور اپنے مخصوص نظریات کی بناء پر زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دے جائیں گے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان خسارے میں رہیں گے۔ حالانکہ عشر میں گو عبادت کی جہت غالب ہے لیکن اس کی حیثیت ٹیکس کی بھی ہے گویا مسلمانوں پر ٹیکس دوچند ہوجائیں گے۔

البحوث الإسلامية عربی کا اجراء اور تسلسل

تشنگانِ علم وتحقیق اور عربی زبان کے ذوق رکھنے والوں کے لئے عظیم خوشخبری

☆...... المباحث کے قارئین کے لئے ایک اور گراں قدر علمی تحفہ عربی مجلّہ ''البحوث الاسلامیہ'' کا تیسرا شمارہ پیش خدمت ہے، جو یقیناً علمی ذوق رکھنے والوں کو اچھا خاصا مواد فراہم کرے گا۔ قارئین سے عمدہ مضامین کی فراہمی اور اشتہارات کی اشاعت میں تعاون درکار ہے۔ مجلّہ ہذا کی طباعت کچھ عرصہ تک بعض عوارض کی وجہ سے ملتوی کردی گئی تھی اب اس مجلّہ کی تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے اس کا تیسرا شمارہ شائع کیا گیا ہے

برائے رابطہ: دفتر جامعۃ المرکز الاسلامی بنوں پاکستان فون نمبر: 310353 فیکس: 310355(0928)